اقوال زرّیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ

- جب معدہ بھر جائے تو قوت فکر کمزور ہوجاتی ہے اور حکمت و دانش کی صلاحیتیں کوٹھی ہوجاتی ہیں۔
- مہمان کے واسطے زیادہ خرچ کرو، کیونکہ یہ اسراف میں سے نہیں ہے۔
- زبان کی حفاظت کرو، کیونکہ یہ ایک بہترین خصلت ہے۔
- حق کا پرستار کبھی ذلیل نہیں ہوتا، چاہے سارا زمانہ اس کے خلاف ہوجائے۔ باطل کا پیروکار کبھی عزت نہیں پاتا، چاہے چاند اس کی پیشانی پر نکل آئے۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA MUMBAI

حالات باعث تشویش!

جموں

کشمیر میں لوگ صدیوں سے مل جل کر رہتے رہے ہیں۔ دو دہائی قبل حالات بدلنے کے باوجود کئی لوگوں نے وادی کو نہیں چھوڑا اور وہ چھوڑنے بھی کیسے، اس جگہ کو کون چھوڑنا چاہتا ہے جہاں کی زمین ماں کی باہنوں کی طرح پہچانی ہو، جہاں سے بچپن اور جوانی کی یادیں وابستہ ہوں، جہاں کی آلودگی سے پاک آب و ہوا میں سنہرے خواب پروان چڑھے ہوں، جہاں کے راستے یہ احساس دلاتے ہوں کہ وہ ان سے شناسا ہیں۔ جموں و کشمیر کو آئینی اسٹیٹ کا درجہ دلانے والے آرٹیکل 370 کو 31 اکتوبر 2019 کو ختم کیا گیا تھا اور اسی کے ساتھ دو حصوں میں تقسیم کر کے اسے مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنادیا گیا تھا تو وہاں کے لیڈروں نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا مگر اس وقت بھی ایسا نہیں لگا تھا کہ اس کا کچھ اثر عام لوگوں کے میل جول اور اتحاد پر پڑے گا۔ لوگ پہلے ہی کی طرح مل جل کر رہ رہے تھے۔ اس لیے یہ بات زیادہ باعث تشویش ہے کہ جموں و کشمیر کے حالات اچانک بدلتے ہوئے نہیں نظر آرہے ہیں، حالات کے تبدیلی کے اثرات عام لوگوں پر کیوں پڑ رہے ہیں۔ آج کا واقعہ تشویش میں اضافہ کرنے والا ہے، آج صبح پو چھ میں مسلح دہشت گردوں نے تصادم میں فوج کے ایک سپاہی اور جوان شہید ہوگئے۔

گزشتہ چند دنوں میں ہونے والے واقعات سے عام لوگ پہلے ہی پریشان تھے، جوانوں کی شہادت کے بعد فوج کو حالات سے اس طرح نمٹنا ہوگا کہ عام لوگوں کی امید بندھے، جموں و کشمیر تشدد سے ضرور پاک ہوگا۔ اسے ہماری فوج تشدد سے پاک کر کے گی۔ وہ تشدد کی آج عام لوگوں تک نہیں آنے دے گی۔ ویسے فوج کی خوش قسمتی یہ ہے کہ پورے ملک کے لوگ اس پر یقین کرتے ہیں، یقین کا عالم یہ ہے کہ کہیں دنگا ہونے پر لوگ یہ اپیل کرتے ہیں کہ ان کے تحفظ اور امن و امان کے قیام کے لیے فوج بلائی جائے، اس لیے جموں و کشمیر کے عام لوگوں کو نہیں لگ رہا ہے کہ یہ سمجھا جانا کوئی مشکل نہیں ہوگا کہ تشدد کے راستوں پر چلنے والے اگر ختم نہیں ہوتے تو راستہ ہی ختم ہوجاتا ہے، البتہ امن کا راستہ دراز ہوتا ہے، اس راستے کے انتخاب میں اگر تاخیر ہوجائے تب بھی اس کا انتخاب کرنا چاہیے، کیونکہ اوپر والے نے زندگی تشدد کی نذر کرنے کے لیے نہیں دی ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ جموں و کشمیر میں حالات اس وقت بدلتے نظر آرہے ہیں جب لوگوں کو یہ اطمینان سا ہو گیا تھا کہ مستقبل امن کا قیام یہاں کے لوگوں کے لیے ایک خواب نہیں۔ حکومت کو یہ پتا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ پرتشدد واقعات میں اچانک اضافے کی وجہ کیا ہے؟ کیا اس کے پیچھے کوئی بڑی سازش ہے؟ کیا حالات کی تبدیلی کے لیے وہ لوگ ذمہ دار ہیں جو اپنا مفاد پر امن جموں و کشمیر میں نہیں دیکھتے؟

حالیہ تشدد کی تو جہ طلب بات یہ ہے کہ وہ لوگ بھی نشانہ بنائے جارہے ہیں جو مفاد عامہ کے کاموں کے لیے پوری وادی میں مشہور تھے، لوگ بلاتفریق مذہب وملت ان کا احترام کرتے تھے، انہیں اپنا ہمدرد سمجھتے تھے۔ ان لوگوں میں مشہور فارمیسٹ ماکھن لال بندرو شامل تھے۔ 68 سالہ ماکھن لال گزشتہ 40 برس سے جموں میں دوا ئیں بیچ رہے تھے۔ لوگوں کا یہ اعتماد تھا کہ ماکھن لال سے دوا لینے کا مطلب یہ اصلی اور سستی دوا لینا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی دکان پر ہمیشہ لوگوں کی بھیڑ رہا کرتی تھی، ان کی دکان کے آس پاس وسیع علاقے میں شاید ہی کوئی جگہ ایسی ہو جہاں کے لوگ انہیں نہیں پہچانتے ہوں۔ رپورٹ کے مطابق، ماکھن لال بندرو کے بیٹے ڈاکٹر سدھارتھ دہلی کے کسی بڑے اسپتال میں کام کر رہے تھے مگر انہوں نے یہ کہہ کر انہیں جموں بلا لیا تھا کہ یہاں کے لوگوں کو ان کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد سے اسٹور کیز نیلا جسٹ ڈاکٹر سدھارتھ اپنی فیزیوتھیریسٹ بیوی کے ہمراہ، جموں میں ہی طبی خدمات انجام دے رہے تھے۔ جموں و کشمیر سے ماکھن لال بندرو کا کتنا زیادہ لگاؤ تھا، اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ 1990 کی دہائی میں ان کی دکان کے باہر ہی ان کے چچا کا قتل کر دیا گیا تھا، اس کے باوجود وہ کہیں اور منتقل نہیں ہوئے مگر 5 اکتوبر کو وہ گھر 4 لوگوں کے ساتھ ماکھن لال بندرو کا بھی قتل کر دیا گیا۔ یقینا اس یقین کا قتل تھا کہ جموں و کشمیر کی زمین خون کی اتنی پیاسی نہیں جو ماکھن لال بندرو جیسے انسان دوست لوگوں کو بھی نہیں بخشے گی۔ یہ صورت حال ان 1,000 کشمیری پنڈت پریواروں کے لیے حیران کن اور الجھن بھری ہوگی جن کی جموں و کشمیر سے محبت مثالی ہے۔ امید مرکزی حالی چاہیے کہ اس الجھن سے انہیں وہ لوگ نجات دلائیں گے جو جانتے ہیں، جموں و کشمیر کے تشدد کی نذر ہونے میں ان کا فائدہ نہیں، وہ جنت نشان تھا اور اسے جنت نشان ہی رہنا چاہیے۔

edit2sahara@gmail.com

کہیں پہاڑ پر بھاری نہ پڑجائے ترقی کا یہ ماڈل

پنکج چترویدی

مسلسل لینڈ سلائڈ کے اور ملبہ جمع ہونے کے سبب اتراکھنڈ میں راستوں کے بند ہونے کی تقریباً 100 خبریں اس برساتی موسم میں آچکی ہیں۔ چمولی ضلع میں چین بارڈر کے ساتھ جڑنے والا اہم راستہ دو ہفتہ سے زیادہ سے بند ہے کیوں کہ جگہ جگہ نالا اور جموں مسلسل دو ہری لینڈ سلائڈ کے سبب جوشی مٹھ اور ملاری کے درمیان ہائی وے پر نقل و حمل متاثر ہے۔ 6 ستمبر کو اتراکھنڈ کے میرٹھ ضلع کے ناگلی میں بیر کے روز لینڈ سلائڈنگ اور چٹان گرنے کی ایک ساتھ کئی واقعات ہوئے۔ 21 ستمبر کو دو روز دن۔ سہ روزی روڈ پر ملبہ آگیا اور نقل و حمل متاثر ہوگئی۔ بارش کے سبب این ایچ۔94 جو تی کیش۔ گنگوتری نیشنل ہائی وے ناگلی کے پاس مسلسل لینڈ سلائڈنگ سے 13 ستمبر دوپہر پہاڑوں میں تیزی سے دراڑیں پڑنے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑے بڑے بولڈر بڑی تیزی سے نیچے سڑک کی جانب گر گئے۔ 10 ستمبر کو دوپہر پرگا کے سروجکڈ کے پاس رشی کیش۔ بدری ناتھ نیشنل ہائی وے پر پہاڑ کا بڑا حصہ گر گیا جس کی زد میں کئی بڑی گاڑیاں آگئیں۔ کئی جگہ سڑک بھی ڈھنچ ہوگئی ہے۔ زور پرگا اور سری نگر کے درمیان ہائی وے پر نقل و حمل متاثر ہوگئی ہے۔ ابھی کم اکتوبر کو کیشو پراگ مٹھ روڈ پر ملبہ گرا۔

ترقی کے نام پر پہاڑی ریاستوں میں بے حساب سیاحت نے فطرت کا حساب گڑبڑایا تو گاؤں۔ قصبات میں ترقی کے نام پر آئی گاڑیوں کے لیے چوڑی سڑکوں کی تعمیر کے لیے زمین مہیا کرانے یا کنٹریکٹ حاصل کرنے کے لیے پہاڑوں کو ہی نشانہ بنایا گیا۔ ہمالیہ مندر سمندر کے پانی کی اہم بنیاد ہے اور گرینجی آبوگ کے سائنس اور ٹیکنالوجی ڈپارٹمنٹ کے ذریعہ تین سال پہلے تیار پانی کے تحفظ پر رپورٹ پر اعتماد کریں تو ہمالیہ سے نکلنے والی 60 فیصد پانی کی لہروں میں دن بہ دن پانی کی مقدار میں کمی آرہی ہے۔ گلوبل وارمنگ یا زمین کا گرم ہونا، کاربن کے اخراج، آب و ہوا میں تبدیلی اور اس کے برے نتیجے کے طور پر زمین کو ٹھنڈا کرنے کا کام کر رہے گلیشیروں پر آبی خوفناک بحران اور اس کے سبب پوری زمین کے وجود کے خطرے کی باتیں اب محض کچھ ماہرین ماحولیات تک محدود نہیں رہ گئی ہیں۔ آہستہ سے کچھ ایسے دھوکے کے دوسرے پہلو بھی سامنے آنے لگے کہ جلد ہی ہمالیہ کے گلیشیر پگھل جائیں گے، جس کے سبب ندیوں میں پانی میں اضافہ ہوگا اور اس کے نتیجہ کے طور پر جہاں ایک طرف نئے شہر گاؤں پانی سے سیراب ہوجائیں گے، وہیں زمین کے بڑھتے درجۂ حرارت کو کنٹرول کرنے والی چھتری کے برباد ہونے سے خوفناک قحط، سیلاب و گرمی پڑے گی اور ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں انسانی زندگی پر بھی بحران ہوگا۔

گزشتہ ہفتہ مارچ ماہ کے تیسرے ہفتہ سے ہندوستان میں کورونا بحران کے سبب ہافتہ کے لیے لاک ڈاؤن میں بھلے ہی دفتر۔ بازار وغیرہ پوری طرح بند ہوگئے تھے لیکن 31 تر قیاتی پروجیکٹوں کے لیے 185 ایکڑ گھنے جنگلوں کو اجاڑنے کی اجازت دینے کا کام مزید ہوتا رہا۔ 7 اپریل 2020 کو نیشنل بورڈ آف وائلڈ لائف (این بی ڈبلیو ایل) کی مقامی کمیٹی کی میٹنگ ویڈیو کانفرنسنگ پر منعقد کی گئی۔ اس میں ڈھیر سارے اعتراضات کو درکنار کرتے ہوئے گھنے جنگلوں کو اجاڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ ماحولیاتی نقطہ نظر سے حساس 2933 ایکڑ زمین کے استعمال میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ 10 کلومیٹر محفوظ علاقہ کی زمین کو بھی مبینہ ترقی کے لیے سونپنے پر کمیٹی متفق نظر آئی۔ اس درجہ میں اہم تجزیہ اتراکھنڈ کے دہرہ دون اور میرٹھ کو ٹھوال اضلاع ہم بجرت مقاصد کے پروجیکٹ (300 میگاواٹ) کی تعمیر جاری ہے۔ اس پروجیکٹ بنوگ وائلڈ لائف سینکچوری کی سرحد سے 3.10 کلومیٹر دور واقع ہے اور سینکچوری کے ڈیلٹاٹ ایس ایس زیڈ میں گرتی ہے۔ پروجیکٹ کے سبب 768.155 ہیکٹیئر جنگلات کی زمین اور 105.422 ہیکٹیئر پرائیویٹ زمین کی ضرورت ہوگی۔ پروجیکٹوں کو دی گئی ماحولیاتی منظوری کو گزشتہ سال نیشنل گرین ٹریبنل نے رجیکٹ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود اس پروجیکٹ پر نیشنل بورڈ کے ذریعہ غور کیا گیا۔ یہ حالت ہے کہ ہمارے پالیسی ساز کس طرح ہمالیہ پہاڑ کے ماحولیاتی حالات سے بے پروا ہیں۔

دنیا کے سب سے نوجوان اور زندہ پہاڑ کہلانے والے ہمالیہ کے ماحولیاتی چیمبر چھاڑ سے پیدا ہوئی 2013 کی کیدار ناتھ تباہی کو بھلا کر اس کی ہریالی اجاڑنے کے کئی پروجیکٹ اتراکھنڈ ریاست کے مستقبل کے لیے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ گزشتہ نومبر 2019 میں ریاستی کابینہ کے منظور کردہ ضوابط کے مطابق کم سے کم 10 ہیکٹیئر میں پھیلی ہریالی لوہی جنگل کہا جائے گا۔ یہی نہیں، وہاں کم از کم پیڑوں کی گنافت 60 فیصد سے کم نہ ہو اور جس میں 75 فیصد مقامی درختوں کی نسلیں اُگی ہوں۔ ظاہر ہے کہ جنگل کی تعریف میں تبدیلی کا اصل مقصد ایسے کئی علاقوں کو جنگل کی فہرست سے ہٹانا ہے جو کہ مبینہ ترقی کی راہ میں روڑے بنے ہوئے ہیں۔ اتراکھنڈ میں بن رہی پکی سڑکوں کے لیے 356 کلومیٹر کے جنگلاتی علاقہ میں مبینہ طور پر 25 ہزار پیڑ کاٹ ڈالے گئے۔ معاملہ این جی ٹی میں بھی گیا لیکن تب تک پیڑ کاٹے جا چکے تھے۔ یہی نہیں سڑکوں کا جال ماحولیاتی لحاظ سے حساس اتراکھنڈ کی بھاگیرتھی وادی سے بھی گزر رہا ہے۔ اتراکھنڈ کے چار اہم دھاموں کو جوڑنے والے سڑک پروجیکٹ میں 15 پل، 101 چھوٹے پل، 3596 پلیا، 12 بائی پاس سڑکیں بنانے کا التزام ہے۔ کوئی 12 ہزار کروڑ روپے کے علاوہ رشی کیش سے کرن پریاگ تک ریلوے لائن پروجیکٹ بھی منظور ہو چکا ہے، جس میں نہ صرف بڑے پیمانہ پر جنگل کٹیں گے، جنگلاتی زندگی متاثر ہوگی اور پہاڑوں کو کاٹ کر سرنگیں اور پل نکالے جائیں گے۔

> **ہمالیہ پہاڑ نہ صرف ہر سال بڑھ رہا ہے، بلکہ اس میں ارضیاتی ہلچل ہوتی رہتی ہے۔ یہاں پیڑ اراضی کو باندھ کر رکھنے میں بڑا کردار نبھاتے ہیں جو کٹاؤ اور پہاڑ ڈھنے سے روکنے کا واحد طریقہ ہے۔ جاننا ضروری ہے کہ ہمالیائی زلزلہ زون میں ہندوستانی پلیٹ کا یوریشین پلیٹ کے ساتھ ٹکراؤ ہوتا ہے اور اسی سے پلیٹ باؤنڈری پر قوت کشیدگی مجتمع ہوجاتی ہے جس سے کرسٹل چھوٹا ہوجاتا ہے اور چٹانوں کی عدم پیوندکاری ہوتی ہے۔ یہ تو اتائی زلزلوں کے طور پر کمزور زونوں اور فالٹوں کے ذریعہ سامنے آتی ہے۔ جب پہاڑ پر توڑ پھوڑ یا دھماکے ہوتے ہیں جب اس کی قدرتی شکل سے چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے تو دہلی تک زلزلے کے خطرے تو بڑھتے ہی ہیں، جنما میں کم پانی کا بحران بھی کھڑا ہوتا ہے۔ زیادہ مرتکب یا بیتحل لہروں کو روکنے سے پہاڑ اپنی قدرتی شکل میں نہیں رہ پاتا اور اس کے دوررس نتائج مختلف قدرتی آفات کی شکل میں سامنے آرہے ہیں۔ واضح ہو کہ پہاڑ کو کنکریٹ کا نہیں، اپنی قدرتی شکل کی تراش چاہیے۔ سیمنٹ کے ڈھانچے پہاڑ کے پانی کے بہاؤ اور مٹی کے کٹاؤ کو روک نہیں، بلکہ اس کو بڑھاوا دیتے ہیں۔**

تجزیہ

یہ بات قبول کرنی ہوگی کہ گلیشیر کے نزدیک چل رہے بین بجلی پروجیکٹ کے لیے ہو رہے دھماکوں اور توڑ پھوڑ سے پرسکون اور سنجیدہ رہنے والے برف کے پہاڑ ناخوش ہیں۔ ہمالیہ انسٹی ٹیوٹ آف جیولوجی کی ایک ریسرچ کے مطابق گنگا ندی کا اہم ذریعہ گنگوتری آئس بلاک بھی اوسطاً 10 میٹر کے پشت 22 میٹر سالانہ کی رفتار سے پیچھے کھسکا ہے۔ خشک ہوتی پانی کی لہروں کی بنیاد میں گلیشیر علاقہ کے قدرتی خدوخال میں ہو رہی توڑ پھوڑ ہے۔

واضح رہے کہ ہمالیہ پہاڑ نہ صرف ہر سال بڑھ رہا ہے، بلکہ اس میں ارضیاتی ہلچل ہوتی رہتی ہے۔ یہاں پیڑ اراضی کو باندھ کر رکھنے میں بڑا کردار نبھاتے ہیں جو کٹاؤ اور پہاڑ ڈھنے سے روکنے کا واحد طریقہ ہے۔ جاننا ضروری ہے کہ ہمالیائی زلزلہ زون میں ہندوستانی پلیٹ کا یوریشین پلیٹ کے ساتھ ٹکراؤ ہوتا ہے اور اسی سے پلیٹ باؤنڈری پر قوت کشیدگی مجتمع ہوجاتی ہے جس سے کرسٹل چھوٹا ہوجاتا ہے اور چٹانوں کی عدم پیوندکاری ہوتی ہے۔ یہ تو اتائی زلزلوں کے طور پر کمزور زونوں اور فالٹوں کے ذریعہ سامنے آتی ہے۔ جب پہاڑ پر توڑ پھوڑ یا دھماکے ہوتے ہیں جب اس کی قدرتی شکل سے چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے تو دہلی تک زلزلے کے خطرے تو بڑھتے ہی ہیں، جنما میں کم پانی کا بحران بھی کھڑا ہوتا ہے۔ زیادہ مرتکب یا بیتحل لہروں کو روکنے سے پہاڑ اپنی قدرتی شکل میں نہیں رہ پاتا اور اس کے دوررس نتائج مختلف قدرتی آفات کی شکل میں سامنے آرہے ہیں۔ واضح رہے کہ پہاڑ کو کنکریٹ کا نہیں، اپنی قدرتی شکل کی تراش چاہیے۔ سیمنٹ کے ڈھانچے پہاڑ کے پانی کے بہاؤ اور مٹی کے کٹاؤ کو روک نہیں، بلکہ اس کو بڑھاوا دیتے ہیں۔

pc7001010@gmail.com

بے لگام بیوروکریسی.....استحصال کا ایجنٹ

محمد فاروق اعظمی

بیوروکریسی ریاست کے تین بنیادی ستون میں سے ایک ہے۔ عام تصور اور تاثر یہ ہے کہ بیوروکریسی آئین اور دستور میں طے کردہ ذمہ داریوں کی ادائیگی اور ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کیلئے پالیسی اور قوانین کے روایات و دارائے نفاذ کے بجائے حکمرانوں کا دست و بازو بن کر رہ گئی ہے۔ عوام کے جذبات اور امنگوں کے مطابق امور مملکت اور نظام حکومت کو حسن طریقے سے چلانے کے برخلاف حکمرانوں کے ذاتی اور سیاسی مفادکی نگہبانی کا فریضہ زیادہ اہم سمجھتی ہے۔ یہ تصور ختم اور تاثر زائل کرنے کی کوئی کوشش بھی نہیں ہوتی ہے، اب تو صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ عدالت سے بیوروکریسی پر اپنے تحفظات کا اظہار کر رہی ہے۔

گزشتہ دنوں ملک کی عدالت عظمیٰ نے بیوروکریسی کے کردار پر سوال اٹھاتے ہوئے اس کے کام کاج اور طور طریقوں پر سخت تنقید کی ہے اور اس میں جامع اصلاحات اور تبدیلیوں کی ہدایات دی ہیں۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس این وی رمنا کا کہنا ہے کہ بیوروکریٹس اور پولیس افسران اپنی جو بجٹا کر رہے ہیں وہ وقت قابل اعتراض اش ہے۔ جو افسران حکومت کے ساتھ مل کر غیر قانونی طور پر پیسہ کماتے ہیں، انہیں جیل میں ہونا چاہیے۔ اعلیٰ پولیس افسران کے طرز عمل کے تعلق سے چیف جسٹس نے کہا ہے کہ وہ پولیس کے مظالم کے تعلق سے عام آدمی کی شکایت پر جانچ کیلئے ملک کے ہائی کورٹس کے چیف جسٹس کی قیادت میں قائمہ کمیٹیوں کی تشکیل چاہتے تھے۔ چیف جسٹس نے کہا کہ مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ اس ملک میں بیوروکریسی بالخصوص پولیس افسران کیسا برتاؤ کر رہے ہیں۔ بیوروکریسی اور خاص طور سے پولیس افسران جو کر رہے ہیں اس نے ہمیں پریشان کر دیا ہے۔ چیف جسٹس کا کہنا ہے کہ ملک کی صورت حال افسوسناک ہے۔ جب کوئی سیاسی جماعت اقتدار میں ہوتی ہے تو پولیس افسران اس حکومت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر جب کوئی نئی پارٹی اقتدار میں آتی ہے تو حکومت ان عہدیداروں کے خلاف کارروائی شروع کرتی ہے۔ یہ ایک نیا رجحان ہے جسے روکنے کی ضرورت ہے۔ پولیس افسران جو اگر کی حکومت کے ساتھ ہم آہنگ ہیں اور غیر قانونی طور پر پیسہ کماتے ہیں انہیں جیل میں ہونا چاہیے۔ ایسے پولیس افسران کا دفاع نہیں کیا جاسکتا۔

چیف جسٹس نے اپنے پیشہ ماہرانہ اور تاثرات کی بنی محفل یا عوامی جلسہ میں نہیں بلکہ لائف کے مقدمہ کی سماعت کے دوران بیان کیے ہیں۔ یہ مقدمہ چھتیس گڑھ پولیس اکادمی کے معطل ڈائریکٹر جنرل اور سابق ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل آف پولیس گرجندر پال سنگھ کی طرف سے دائر درخواست سے متعلق تھا۔ گرجندر پال سنگھ چھتیس گڑھ کی سابق بی جے پی حکومت کے منظور نظر تھے اور اب کانگریس کی بھوپیش بھیل حکومت میں بغاوت، ہفتہ وصولی، بھتہ خوری، سازش اور مجرمانہ دھمکیوں سمیت دیگر مختلف الزامات میں گھرے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے خلاف درج کی گئی ایف آئی آر کو کالعدم کرانے کیلئے سپریم کورٹ سے رجوع کیا تھا کیوں کہ چھتیس گڑھ ہائی کورٹ ان کی عرضی خارج کر چکا ہے۔ جمہوری نظام حکومت میں جس ستون پر سب سے اہم ذمہ داری ہو اگر وہی قابل اعتراض رویہ اختیار کرنے لگے اور نفاذ قانون کے بجائے اس کا مقصد پیسہ کمانا اور طاقت و اختیار حاصل کرنا ہوجائے تو معاملات کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ معاملہ کی اسی سنگینی کے پیش نظر سپریم کورٹ سے تحفظ حاصل کرنے کیلئے عرضی داخل کرنے والے اس بڑے پولیس افسر کی گوش مالی کرتے ہوئے چیف جسٹس نے بیوروکریسی کے طرز عمل کو تنقید کا نشانہ بنایا اور بے لگام بیوروکریسی کی جامع اصلاحات کی ضرورت کو اجاگر کیا۔

آئین میں مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کے واضح حدود متعین کر دیے گئے ہیں۔ مقننہ کا کام قانون سازی، عدلیہ کی ذمہ داری قانون کی شرح و توضیح جب کہ انتظامیہ کے ذمہ قوانین کے عملی نفاذ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہ تینوں ستون اگر ملک کی تعمیر و ترقی اور اسے آگے بڑھانے کا کام کرتے ہیں۔ آئین نے ملک کے انتظامی ڈھانچہ کا جو تصور دیا ہے اس کے مطابق بیوروکریسی ذاتی مفادات و احساسات اور ترجیحات و تعصبات سے بالاتر ہو کر مقرر وقواعد وضوابط کے دائرے میں رہتے ہوئے عمل شفافیت کے ساتھ امور حکومت انجام دے گی۔ لیکن بیوروکریسی اپنے دائرہ سے باہر نکل کر آئین سے ماورا وہ کام کر رہی ہے جس سے نہ صرف ملک کی ترقی اور جمہوری استحکام کیلئے بیوروکریسی کے طرز عمل کی جامع اصلاح اب وقت کی ضرورت بن گئی ہے۔ افسران کے انتخاب اور تربیت سے لے کر اس کے تمام مراحل اور پورے نظام میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ بیوروکریسی کے سیاسی گٹھ جوڑ کو بھی ختم کیا جانا چاہیے۔ تب ہی جا کر بیوروکریسی کے 'استحصال کا ایجنٹ' والا کردار ختم ہوگا۔ اگر اس سلسلے میں چیف جسٹس کوئی کمیٹی یا کمیشن تشکیل دینا چاہتے ہیں تو اس میں تاخیر بھی مناسب نہیں ہوگی۔

جائزہ

> **ملک کی ترقی اور جمہوری استحکام کیلئے بیوروکریسی کے طرز عمل کی جامع اصلاح اب وقت کی ضرورت بن گئی ہے۔ افسران کے انتخاب اور تربیت سے لے کر اس کے تمام مراحل اور پورے نظام میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ بیوروکریسی کے سیاسی گٹھ جوڑ کو بھی ختم کیا جانا چاہیے۔ تب ہی جا کر بیوروکریسی کے 'استحصال کا ایجنٹ' والا کردار ختم ہوگا۔ اگر اس سلسلے میں چیف جسٹس کوئی کمیٹی یا کمیشن تشکیل دینا چاہتے ہیں تو اس میں تاخیر بھی مناسب نہیں ہوگی۔**

گزشتہ کچھ برسوں میں ہندوستان کی بیوروکریسی پر بدعنوانی، لال فیتہ شاہی، مجرموں سے سانٹھ گانٹھ، آمریت و من مانی، آمدنی اور وسائل سے زیادہ دولت اور اثاثے اکٹھے کرنے کے الزامات میں جس تیزی سے اضافہ ہوا ہے، اس کے پیش نظر یہ کہنا غلطی غیر مناسب نہیں ہوگا کہ بیوروکریسی استحصال کا ایجنٹ بن کر رہ گئی ہے۔ اپنے اپنے مفاد کیلئے سیاست اور بیوروکریسی نے آپس میں گٹھ جوڑ کر رکھا ہے۔ تمام تر تنقیدوں کے باوجود سیاست اور بیوروکریسی کا یہ گٹھ جوڑ جاری ہے۔ اس گٹھ جوڑ کا فائدہ ایک طرف سیاست داں اٹھا رہے ہیں تو دوسری جانب بیوروکریسی بھی اس سے فیض اٹھانے میں پیش پیش ہے۔ سیاست داں اور بیوروکریسی دونوں ایک دوسرے کے مفاد کے نگہبان بن گئے ہیں اور ملک کی تعمیر کے بجائے بگاڑ کے راستہ پر چلا جارہا ہے۔ ملک کی ترقی کیلئے ہزاروں اسکیمیں اور پالیسیاں بنائی گئیں لیکن بیوروکریسی نے اس کے نفاذ اور محصول درآمد میں سو سطرح کی دشواریاں کھڑی کر کے عوام کی امنگوں اور آرزوؤں کو تعبیر تک پہنچنے نہیں دیا۔

ملک کی ترقی اور جمہوری استحکام کیلئے بیوروکریسی کے طرز عمل کی جامع اصلاح اب وقت کی ضرورت بن گئی ہے۔ افسران کے انتخاب اور تربیت سے لے کر اس کے تمام مراحل اور پورے نظام میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ بیوروکریسی کے سیاسی گٹھ جوڑ کو بھی ختم کیا جانا چاہیے۔ تب ہی جا کر بیوروکریسی کے 'استحصال کا ایجنٹ' والا کردار ختم ہوگا۔ اگر اس سلسلے میں چیف جسٹس کوئی کمیٹی یا کمیشن تشکیل دینا چاہتے ہیں تو اس میں تاخیر بھی مناسب نہیں ہوگی۔

افراد کی موت بھلے ہی حکومت کی ناکامی کہی جائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حکومت کے ساتھ ساتھ بیوروکریسی کی یہی نااہلی تھی جس کی پردہ پوشی کرتے ہوئے حکومت نے نظام کی ناکامی کا نام دیا تھا۔ حکمرانوں کا منظور نظر بنے کیلئے بیوروکریسی آج ہر وہ کام کر رہی ہے جو دستور سے متصادم ہے۔ اپنی مرضی سے سیاسی دباؤ قبول کر کے اس نے اپنا وہ غیر جانبدارانہ رویہ کھو دیا ہے جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔ بیوروکریسی کے طرز عمل کے تعلق سے عرصہ پہلے سابق وزیر اعظم آنجہانی اٹل بہاری واجپئی بھی کہہ چکے ہیں کہ عام آدمی بیوروکریسی کو خدمت فراہم کرنے والے نظام کے بجائے استحصال کا ایجنٹ سمجھتے ہیں۔

مگر گزشتہ چند برسوں کے دوران ملکی بیوروکریسی کا کردار کچھ اور ہی نظر آنے لگا ہے۔ تو جیہ چاہا کہ یہ احتساب کی ہر فکر سے آزاد ہو کر اس نے جمہوریت تو جمہوریت پورے نظام حکومت کو اپنی قبضہ میں لے رکھا ہے۔ 2014 کے بعد سے تو بیوروکریسی کا کردار بالکل ہی بدل کر رہ گیا ہے۔ این آر سی، سی اے اے کے خلاف تحریک اور دہلی فسادات میں تعصب، ذاتی احساسات سے مغلوب بیوروکریسی خاص طور سے پولیس نے حکمرانوں کے آلہ کار کا کردار ادا کرتے ہوئے ظلم و بربریت کی ساری حدیں پار کر دیں۔ کورونا بحران کے دوران روزانہ ہزاروں مزدوروں کی ہجرت کو روکنے میں بیوروکریسی اور پولیس افسران کی جو بدترین کارکردگی رہی ہے اس کو ہندوستان کی جمہوریت کیلئے بھی چیلنج بن گئی ہے۔

ترقی اور اصلاحات کی راہ کسی ہو رہی ہے بلکہ یہ ہندوستان کی جمہوریت کیلئے بھی چیلنج بن گئی ہے۔

farooquekolkata@yahoo.com

محنت اور مزدوری

کبری!

زندگی گزارنے کیلئے انسانوں کو مختلف چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک دوسروں کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسباب ضرور اختیار کیا جائے مگر بھروسہ اسباب پر نہیں بلکہ اللہ پر رکھو۔ ہر انسان اپنی روزی روٹی کیلئے کچھ نہ کچھ کام کاج ضرور کرتا ہے اور کرنا بھی چاہیے لیکن ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حلال کام کاج اور ذریعہ معاش حلال اور درست ہو۔ ناجائز اور حرام ذریعہ معاش ہرگز نہ اختیار کریں۔ ایسے کام اور ملازمت کریں جو درست ہو۔ نبی کریم کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے: ''اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور وہ اسی چیز کو پسند کرتا ہے جو خوبصورت ہو'' (مسلم)۔ حلال کمائی میں برکت ہوتی ہے۔ حلال رزق تلاش کرو۔ محنت اور مزدوری کرنے میں مت شرماؤ۔ دوسروں کا احسان لینے اور دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے کہ محنت و مزدوری کرو۔ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاؤ۔

سیف الاسلام
جمال پور۔ دربھنگہ

اداری صفحہ کیلئے خطوط اپنے نام و مکمل ایڈریس کے ساتھ ارسال کیجئے
9324445429 saharaurdunews@gmail.com

وعدوں اور اعلانات پر عمل بھی ضروری

کبری!

''منتگان مسلمان کیلئے بھی بندو اسکیم'' چیف منسٹر منتگانہ نے ایک بار پھر ریاستی اسمبلی میں مسلمانوں کے کانوں کو خوش کرنے والی تقریر کی ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جس پر مسلمان خوش ہو کر بغلیں بجانے لگیں، ماضی میں بھی متعدد مرتبہ انہوں نے اس قسم کے اعلانات کیے تھے۔ عوام کی نظر ان کی کارکردگی اور پالیسیوں پر مسلسل ہے، اگلے وعدوں اور اعلانات پر اسی وقت اطمینان کا اظہار کیا جاسکتا ہے جب ان پر عمل ہو۔ نئی آر ایس سکومت مسلمانوں کی ترقی و بہبود کیلئے اگر واقعی مخلص ہے تو عمل مثول کے بجائے اپنے سات سال قبل کے کیے گئے تعلیم، روزگار اور سیاسی شعبوں میں بارہ فیصد تحفظات کے وعدہ کو پورا کر کے مسلمانوں کو ان کا حق دے، اور شہید کردہ مساجد کی فوری تعمیر کی بھی لائے۔

زکریا سلطان
ریاض، سعودی عرب

اساتذہ کی تقرریاں

کبری!

اداریہ ''سرکاری اسکولوں کی حالت زار کے حوالہ سے عرض ہے کہ ''اقوام متحدہ کی تنظیم برائے تعلیم، سائنس اور تہذیب (UNESCO) کی حالیہ رپورٹ کے ہمارے وطن عزیز ہندوستان میں محض 19 فیصد اسکولوں میں انٹرنیٹ سہولیات دستیاب ہیں یا طور پر قابل فکر ہے جس سے ہمارے تعلیمی اداروں کی حالت زار کا پتہ چلتا ہے کہ ہمارے یہاں 80 فیصد سے زیادہ اسکول انٹرنیٹ سے محروم ہیں جبکہ اس کے برعکس، اسکولوں میں درس وتدریس کا کام کورونا کے سبب جاری پابندیوں کے اتباع میں بذریعہ انٹرنیٹ ہی کیا جارہا ہے۔ مزید برآں، بشمری حدود میں قائم تعلیمی ادارو